البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ حٰم السجدۃ

(۲)

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ ﴿۱۳﴾
اِذۡ جَآءَتۡهُمُ الرُّسُلُ مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

اب بھی اگر منہ موڑتے ہیں تو کہہ دو کہ جیسی کڑک عاد و ثمود پر ہوئی تھی،[۱۹] میں تم کو اُسی طرح کی کڑک سے ڈراتا ہوں، جب اُن کے آگے اور پیچھے سے[۲۰] اُن کے رسول اُن کے پاس آئے

۱۹۔ عاد عرب کی قدیم ترین قوم ہے۔ یہ سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور اِن کا مسکن احقاف کا علاقہ تھا جو حجاز، یمن اور یمامہ کے درمیان الربع الخالی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ہود علیہ السلام اِنھی کی طرف بھیجے گئے تھے۔ ثمود عاد کے بقایا میں سے ہیں۔ چنانچہ اِنھیں عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ اِن کی طرف حضرت صالح کی بعثت ہوئی۔ دوسرے مقامات میں تفصیل ہے کہ اِن قوموں پر جو عذاب آیا، اُس میں شمال کی تند ہوائیں، ژالہ باری اور رعد و برق، سب جمع ہو گئے تھے۔ قرآن اِسی بنا پر اُسے کبھی ایک اور کبھی دوسری چیز سے تعبیر کرتا ہے۔ یہاں اُس کے ایک نمایاں وصف 'صٰعِقَة' سے اُس کا ذکر فرمایا ہے۔

۲۰۔ یہ وہی تعبیر ہے جو ابلیس نے اپنے چیلنج میں اختیار کی تھی کہ میں آگے اور پیچھے سے اُن کو گھیروں گا، یعنی ہر طرف سے اُن پر حملہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے لیے اِسی تعبیر کو اختیار کر کے واضح فرمایا کہ

قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِکَۃً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾
فَاَمَّا عَادٌ فَاسۡتَکۡبَرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً ؕ
اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَہُمۡ ہُوَ اَشَدُّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ وَکَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا
یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیۡقَہُمۡ

کہ اُنھیں ہر پہلو سے سمجھادیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا رب چاہتا کہ کسی کو رسول بنا کر بھیجے تو فرشتے اتارتا، اِس لیے ہم تو اُس پیغام کے منکر ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔[21] ۱۳-۱۴

سو عاد کا معاملہ تو یہ تھا کہ وہ بغیر کسی حق کے[22] زمین میں بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر طاقت میں کون ہے! کیا اُنھوں نے سوچا نہیں کہ جس خدا نے اُن کو پیدا کیا ہے، وہ اُن سے طاقت میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے؟ (اِس طرح بڑے بن بیٹھے) اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ سو ہم نے نحوست کے چند دنوں میں[23] اُن پر سرما کی تند ہوا[24] بھیج دی تا کہ اُن کو

ابلیس کے فتنوں سے بچانے کے لیے وہ بھی اِسی طرح آگے اور پیچھے، ہر طرف سے آکر انتھک، ہمہ جہت اور شبانہ روز جاں فشانی کے ساتھ اپنے مخاطبین کو سمجھاتے رہے۔

۲۱۔ اِس اسلوب میں جو طنز ہے، وہ اہل ذوق سے مخفی نہیں ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...اُن کا مطلب یہ تھا کہ آپ لوگ بزعم خویش جس پیغام کے حامل بن کر آئے ہو، ہمیں اُس سے صاف انکار ہے، یعنی نہ ہم آپ لوگوں کو رسول مانتے اور نہ آپ لوگوں کے پیغام کو پیغام۔ اِس وجہ سے ہم پر اِس قسم کی کوئی دھونس جمانے کی کوشش نہ کی جائے۔“ (تدبر قرآن ۷/ ۹۱)

۲۲۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ اپنی بڑائی کا اظہار صرف اُسی کو زیبا ہے جو کائنات کا خالق ہے۔ اُس کے سوا جو بھی اِس کا اظہار کرے گا، ناحق کرے گا۔ یہ اُس کے سوا کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے۔

۲۳۔ یعنی جب سردی کی شدت سے ہر چیز پر اداسی، افسردگی اور نحوست چھائی ہوئی تھی۔

عَذَابَ الۡخِزۡیِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَۃِ اَخۡزٰی وَھُمۡ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾

وَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَھَدَیۡنٰھُمۡ فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰی عَلَی الۡھُدٰی فَاَخَذَتۡھُمۡ صٰعِقَۃُ الۡعَذَابِ الۡھُوۡنِ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۱۷﴾ ۚ وَنَجَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸﴾

وَیَوۡمَ یُحۡشَرُ اَعۡدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمۡ یُوۡزَعُوۡنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوۡھَا

اِسی دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب[25] چکھائیں اور آخرت کا عذاب تو اِس سے کہیں زیادہ رسوا کر دینے والا ہو گا اور وہاں اُن کو کوئی مدد بھی نہیں پہنچے گی۔[26] ۱۵-۱۶

رہے ثمود تو ہم نے اُن کو بھی ہدایت کی راہ دکھائی، مگر اُنھوں نے ہدایت پر اندھا بن کر رہنے کو ترجیح دی۔ سو اُن کے اعمال کی پاداش میں اُن کو ذلت کے عذاب کی کڑک نے آدبوچا اور ہم نے اُن کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ہم سے ڈرنے والے تھے۔ ۱۷-۱۸

اُس دن کا خیال کرو، جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف ہانک کر اکٹھے کیے جائیں گے۔[27] پھر (اِن کے اعمال کے لحاظ سے) اِن کی درجہ بندی کی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب وہ وقت

۲۴۔ یہ عرب میں شمال سے چلتی تھی اور اِس کے ساتھ سرما کے بادل بھی ہوتے تھے اور گرج چمک بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِسی کو انتہا تک پہنچا کر اُن کے لیے عذاب بنا دیا۔

۲۵۔ یعنی ایسا عذاب جو اُن کو دیکھنے والوں کی نگاہوں میں نمونۂ عبرت بنا دے۔ یہ، ظاہر ہے کہ اُس سنت الٰہی کے مطابق ہوا جو رسولوں کے مکذبین کے لیے مقرر ہے۔

۲۶۔ یعنی نہ اُن کے دیوی دیوتا کچھ کام آئیں گے اور نہ اُن کی قوت و جمعیت، جس پر دنیا میں نازاں رہے۔

۲۷۔ آیت میں 'یُحۡشَرُ' کے بعد 'اِلٰی' ہے۔ یہ اِس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں یہ لفظ 'یُسَاقُوۡنَ' یا اِس کے ہم معنی کسی لفظ پر متضمن ہے۔

شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۰﴾
وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدۡتُّمۡ عَلَيۡنَا ؕ قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيۡۤ اَنۡطَقَ كُلَّ
شَيۡءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۱﴾

آجائے گا کہ دوزخ تک آپہنچیں گے تو جو کچھ یہ کرتے رہے، اِن کے کان اور اِن کی آنکھیں اور اِن کے جسم کے رونگٹے[۲۸] اِن پر اُس کی گواہی دیں گے۔ یہ اپنے جسموں سے پوچھیں گے: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے: ہم کو اُسی اللہ نے گویا کر دیا جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے۔ (اِس طرح گواہی دیں گے اور لوگو، یہ بات بھی یاد رکھو کہ) اُسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اب اُسی کی طرف لوٹائے جا رہے ہو۔[۲۹] ۱۹-۲۱

۲۸۔ یہ احاطے کے لیے ہے۔ گویا مدعا یہ ہے کہ آدمی کے جسم کا روآں روآں اُس دن گواہی کے لیے زبان بن جائے گا۔ یہ، اگرچہ یہاں بھی بنا ہوا ہے، لیکن اِس کو سنتے وہی ہیں جن کے دل شنوا ہیں۔

۲۹۔ یہ جملہ 'جُلُوۡد' کے جواب کا حصہ نہیں ہے، بلکہ اِس کا عطف اصل سلسلۂ کلام پر ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"... 'جُلُوۡد' سے سوال اور اُن کے جواب کا ذکر بیچ میں بطور جملۂ معترضہ آگیا ہے۔ اصل بات جو اوپر فرمائی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اُس دن اُن کے کان، آنکھ اور اُن کے دوسرے تمام اعضا اُن کے خلاف گواہی دیں گے اور مقصود اِس سے اِس حقیقت کی وضاحت ہے کہ جب صورت حال یہ ہے کہ آدمی کے اپنے ہی اعضا اُس کے سارے راز کھول دینے کے لیے ناطق ہو جائیں گے تو کسی اور کی گواہی اور شہادت و شفاعت اُس کے لیے کیا نافع ہو سکے گی؟ مدعی کی اپنی گواہی تو لاکھوں کی گواہی پر بھاری ہو سکتی ہے۔ اِسی پر عطف کرتے ہوئے فرمایا کہ "اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ اُسی نے تم کو اول بار پیدا کیا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔ یعنی اگر تم نے یہ امید باندھ رکھی ہے کہ تمھاری واپسی تمھارے اِن مزعومہ دیویوں دیوتاؤں میں سے کسی کی طرف ہو گی، جن کی تم پرستش کرتے ہو تو یہ خیال محض وہم پر مبنی ہے۔ جن کو خلق و تدبیر میں کوئی دخل نہیں ہے، آخر وہ مولیٰ و مرجع کس طرح بن جائیں گے!" (تدبر قرآن ۷/ ۹۴)

وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ اَنۡ يَّشۡهَدَ عَلَيۡكُمۡ سَمۡعُكُمۡ وَلَاۤ اَبۡصَارُكُمۡ
وَلَا جُلُوۡدُكُمۡ وَلٰـكِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعۡلَمُ كَثِيۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾
وَذٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِىۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰٮكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ
الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾
فَاِنۡ يَّصۡبِرُوۡا فَالنَّارُ مَثۡوًى لَّهُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ يَّسۡتَعۡتِبُوۡا فَمَا هُمۡ مِّنَ الۡمُعۡتَبِيۡنَ ﴿۲۴﴾

تم یہ اندیشہ نہیں رکھتے تھے[۳۰] کہ تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں اور تمھارے جسموں کے رونگٹے تمھارے خلاف گواہی دیں گے، بلکہ تم نے تو گمان کر رکھا تھا کہ اللہ بھی اُن بہت سی چیزوں سے واقف نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔ تمھارا یہی گمان ہے جو تم نے اپنے پروردگار کے بارے میں کیا تھا، جس نے تم کو غارت کیا اور تم خسارے میں پڑ گئے۔ ۲۲-۲۳

سو اگر یہ صبر کریں، تب بھی دوزخ ہی اِن کا ٹھکانا ہے اور اگر نہ کریں، تب بھی۔ اور اگر یہ معافی چاہیں گے تو اِنھیں معافی بھی نہیں دی جائے گی۔ ۲۴

۳۰۔ اصل الفاظ ہیں: 'مَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ' (تم چھپتے نہیں تھے)۔ یہ، ظاہر ہے کہ اِسی لیے کہ اُنھیں اپنے اعضا سے اپنے خلاف کسی گواہی کا اندیشہ نہیں تھا۔ یہ لازم سے ملزوم پر استدلال کا اسلوب ہے۔ ترجمہ اِسی رعایت سے کیا گیا ہے۔

[باقی]